Al-Kashaf: Research Journal for Social Sciences (Miscellaneous)
Volume:04, No:02. April–June 2024
ISSN: 2790 – 8798; E-ISSN: 2790 – 8801

مولانا وحید الدین خان اور تذکیر القرآن کی خصوصیات: تجزیاتی مطالعہ

Dawah Approach of Maulana Waheed-ud-Din Khan and the Characteristics of Tazkeer Al-Quran: An Analytical Study

Bibi Zainab**Dr. Zafar Iqbal

**PhD Scholar, Department of Quran and Tafsir, Allama Iqbal Open University, Islamabad*
***Assistant Professor, Department of Quran and Tafsir, Allama Iqbal Open University, Islamabad.*

KEYWORDS

Principles
invitational approach
exegesis
Quran

ABSTRACT

Even though the Noble Quran was revealed in the Arabic language to the Arabs, its audience encompasses all people of the world. It is a book of mercy and guidance for everyone. It is the eternal message of Allah (SWT) and is not confined to a specific time or era. Its invitation is universal, encompassing all horizons and offering success and salvation to the entire universe. That's why the Quran and the sciences related to it have always held central importance in every era, and the process of understanding and explaining it has continued throughout history. In the Noble Quran, the book of Tazkir (remembrance) is intrinsic. The Quran employs the terms 'Dhikr' ' 'Tazkirah' and 'dhikri' for itself. The meaning of Tazkir is to remind. It refers to those truths that are within human knowledge, yet he is not heedful of them for some reason. And they have been erased from its active memory; to remind them of those truths, to draw their attention towards them, and to prepare them to adopt a particular behavior in their lives through the remembrance of those truths, this is the essence of 'Tazkir' (remembrance). Reminding people of familiar but forgotten things, and through this remembrance, directing their thoughts, actions, and attitudes towards a particular direction, this is Tazkir. In this regard, Maulana Wahid-ud-din Khan's interpretation, Tazkir al-Quran, has been arranged to address this aspect specifically, so that it can serve as guidance for the reader. Recognizing the necessity for a transparent interpretation and analysis of the Quran, he undertook the task of translating it into Urdu, accompanied by commentary under the title Tazkirul Quran. Recently, English and Hindi versions, titled "The Quran" and "Pavitra Quran", respectively, have been published. Maulana Waheed-ud-din Khan observes that there many translations available, yet he finds that the clarity of the original Arabic Quran is often absent in these interpretations. With his translation, "The Quran," Maulana strives to present the world with an English version that not only offers clarity but also provides a scientific interpretation, appealing effectively to the minds of people in the post-scientific era. He accomplished this task through extraordinary diligence, skill, and repeated examples.This article will illuminate the methodology of Waheed-ud-din Khan and his approach to presenting Quranic teachings in an inviting manner.

تعارف

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک انسانوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے نازل کیا۔اس میں نہ صرف نوع انسانی کے انفرادی اور اجتماعی تمام مسائل کا حل موجود ہے۔بلکہ دنیااور آخرت کی کامیابی اور فلاح کاراز بھی پوشیدہ ہے۔قرآن پاک کی مختلف زبانوں میں تراجم اور تفاسیر لکھی جاچکی ہیں۔ مفسرین نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کے لیے مختلف مناہج کااستعمال کیا۔جیسے کہ تفاسیر بالماثور، تفاسیر بالرائے، تفسیر علمی، فقہی تفاسیر، تفسیر ادبی واجتماعی صوفی تفاسیر اور دعوتی تفسیر۔اس مقالے کی زیر نظر تفسیر "تذکیر القران" بھی ایک دعوتی تفسیر ہے۔اس میں مولانا وحید الدین خان غیر مسلموں اور ملحدین کو اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف بلانے کی دعوت دیتے ہیں اور رہنمائی کرتے ہیں تاکہ وہ دنیاوآخرت کی کامیابی وکامرانی سے ہم کنار ہوں۔ مولانا وحید الدین خان کا طریقہ

*Corresponding Author: Bibi Zainab
Email Address:

استدلال بہت متاثرانہ ہے۔انہوں نے اللہ تعالی کے کلام کا مطلب سمجھانے کے لیے روزمرہ زندگی سے مثالیں پیش کی ہیں۔ان کے نظریات اور افکار کا ایک اہم پہلو مومنین کو آخرت کی طرف مائل کرنا ہے اور انہیں یہ سمجھانا ہے کہ دنیا کی تمام کوششوں کا مقصد اللہ تعالی کی رضا حاصل کرنا ہے۔ان کی تفسیر تذ کیر القرآن سے تمام لوگ یکساں طور پر مستفید ہو سکتے ہیں۔اس مقالے میں دعوت الا اللہ کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کی گئی ہے اور تفسیر تذ کیر القرآن کی چیدہ چیدہ خصوصیات پیش کی گئی ہیں۔

بنیادی سوال

تفسیر کے دعوتی منہج کے مختلف پہلو کون سے ہیں؟ مولانا وحیدالدین خان کی تفسیر "تذ کیر القران" کی خصوصیات کیا ہیں؟اس تفسیر میں کس انداز سے دعوت کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے؟

اسلوب تحقیق

مقالہ ہذامیں تحقیقی مقاصد کو پورا کرنے کے لیے تجزیاتی منہج تحقیق کو اختیار کیا گیا ہے۔

زیرِ نظر مقالے میں تفاسیر کے دعوتی مناہج کا جائزہ لیا گیا ہے۔اس سلسلے میں مولانا وحیدالدین خان کی تفسیر تذ کیر القرآن کی خصوصیات بنیادی مصادر کی مدد سے بیان کی گئی ہیں۔

دعوت کے لغوی معنی

"دعوت "کا مادہ (دع و) (دعا، دعویٰ اور دعوۃ) ہم معنی الفاظ ہیں، لغوی معنی پکارنا، بلانا, منگوانا۔(مصطفیٰ)

علامہ راغب اصفہانی ''مفردات القرآن''میں لکھتے ہیں

والدُّعاءُ إلى الشيء: الحثّ على قصده

کسی چیز کا قصد کرنے پر رغبت دلانے اور اُبھارنے کے ہیں۔(اصفہانی)

دعوت کے معانی پکارنا اور بلانا کے ہیں۔''لسان العرب''میں ہے

دعوت عربی زبان کالفظ ہے جو دَعَوَ سے مشتق ہے۔اس کے لغوی معنی پکارنا اور بلانا کے ہیں۔ (منظور:1405)

دعوت کے اِصطلاحی معنی

دعوت کا مطلب ہے لوگوں کو دین کی سمت میں راغب کرنا، اور اس کے اہمیت اور ضرورت کی وضاحت دینا ہے۔

اللہ تعالی سورہ قصص میں دعوت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

"وَٱدْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ"(القصص:87)

اور تم (لوگوں کو) اپنے رب کی طرف بلاتے رہو۔

تمام انبیاء کرام علیہ السلام نے لوگوں کو اللہ تعالی کے دین کی طرف دعوت دی۔قرآن کریم میں اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

"وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا"(الاحزاب:46)

اور اللہ تعالی کی طرف بلانے والا روشن چراغ

دعوت دین کا حکم قرآن اور احادیث کی روشنی میں

دعوت دین کا حکم قرآن وحدیث کی روشنی میں

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى ٱلْخَيْرِ "(العمران:104)

اور تم میں سے ایسے لوگوں کی ایک جماعت ضرور ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں۔

"كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ"(العمران:110)

اے مسلمانو!) تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی ہدایت) کے لئے ظاہر کی گئی، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

"وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ"(حٰم سجدہ:33)

اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے میں مسلمان ہوں۔

ایک اور مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

"يُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْأَخِرِ وَيَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَيُسَٰرِعُونَ فِي ٱلْخَيْرَٰتِ وَأُوْلَٰٓئِكَ مِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ"(العمران:114)

وہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں اور بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نیک کاموں میں تیزی سے بڑھتے ہیں، اور یہی لوگ نیکو کاروں میں سے ہیں۔

سورۃ النحل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ"(النحل:125)

آپ انہیں اپنے رب کی راہ کی طرف بلائیں حکمت عمدہ نصیحت اور احسن طریق سے بحث و تمحیص کے ذریعے۔

احادیث مبارکہ سے بھی دعوت و تبلیغ کی ضرورت واہمیت اُجاگر ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللهُ فِي أُمَّةٍ قَبْلِي إِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُّونَ، وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُونَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُونَ بِأَمْرِهِ، ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ، وَيَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ، فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَيْسَ وَرَاءَ ذَلِكَ مِنَ الْإِيمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ"(الماجہ:2004)

اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے جس اُمت میں جو بھی نبی بھیجا اس نبی کے لیے اس کی امت میں سے کچھ مددگار اور اصحاب ہوتے تھے جو اپنے نبی کے طریقہ پر کاربند ہوتے اور اُس کے امر کی اقتدا کرتے۔ پھر ان صحابہ کے بعد کچھ نافرمان لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے فعل کے خلاف قول اور قول کے خلاف فعل کیا۔ لہٰذا جس شخص نے اپنے ہاتھ سے ان کے خلاف جہاد کیا وہ بھی مومن ہے، جس نے اپنی زبان سے ان کے خلاف جہاد کیا وہ بھی مومن ہے اور جس نے اپنے دل سے ان کے خلاف جہاد کیا وہ بھی مومن ہے۔ اس کے بعد رائی کے دانہ برابر بھی ایمان کا کوئی درجہ نہیں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى، كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ، كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا"(مسلم:2004)

جس نے ہدایت کی طرف بلایا، اس کے لیے اس راستے پر چلنے والوں کی مثل ثواب ہے اور ان کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔ جس نے گناہ کی دعوت دی اس کے لیے بھی اتنا گناہ ہے جتنا اس بد عملی کا مرتکب ہونے والوں پر ہے اور ان کے گناہوں میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔

تفاسیر میں دعوتی رجحان کی تعریف

اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن پاک کو مختلف خصوصیات سے مزین فرمایا ہے۔ اس میں وہ تمام اسلوب شامل ہیں، جن سے انسان کی فطرت متاثر ہوتی ہے۔

کہیں استدلال کے منطقی طریقے اپنائے، تو کہیں قصص پر اکتفا کیا ہے، کہیں استعارہ و مثال سے، تو کہیں صرف خبر سے، کہیں انعاماتِ الٰہی کے ذریعے ترغیب، تو کہیں عذابِ الٰہی کی وعید، کہیں سوالات کے ذریعے غور و فکر کی دعوت دی تو کہیں مخاطبین کے ذہنوں میں اٹھنے والے مختلف شکوک و شبہات کے جوابات دیے گئے۔ غرضیکہ قرآن مجید نے دعوت و ابلاغ کے ہر ڈھنگ اور پیرایے کو اختیار کیا۔ جس کا مقصد دعوت حق کو دل کی گہرائیوں تک پہنچانا ہے۔ اس دعوے کی تصدیق خود قرآن پاک سے ملتی ہے:

"وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا"(بنی اسرائیل:41)

اور ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے لوگوں کو سمجھایا تاکہ وہ نصیحت حاصل کر سکیں۔

قرآن کا مقصد منطقی اور فلسفیانہ دلائل و براہین کے ذریعے مخاطب کا منہ بند کرانا، یا اس میں احساس شکست پیدا کرنا نہیں بلکہ اس کا مقصد ہے کہ دل سے حق بات کو تسلیم کیا جائے اور شک و شبہات کو دور کر کے رشد و ہدایت کی راہ واضح ہو سکے۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے ہمارے مفسرین نے مختلف مناہج اختیار کیے۔ جن میں سے ایک منہج دعوتی رجھان کا منہج کہلاتا ہے۔

دعوتی رجحان کی تفاسیر سے مراد اسلام اور قرآن کے پیغام کو حکمت، دانشمندی اور خلوص کے ساتھ اگے پہنچانا ہے۔ مفسر موجودہ حالات اور معاشرتی مسائل کے متعلق لوگوں کو قرانی آیات کی روشنی میں رہنمائی فراہم کرے۔ قرآن کی آسان اور سادہ الفاظ میں تشریح کی جاسکے۔ اس طریقہ کار کا مقصد انسانوں کو ان کے دینی اور معاشرتی مسائل کا حل فراہم کرنا، اور انہیں انسانیت، عدل، امن، اخلاقیت، اور معاشرتی بہتری کی طرف رہنمائی کرنا ہوتا ہے۔ جو ان کی زندگی کو بہتر بنانے میں مدد فراہم کرتا ہے۔

تفسیر کے دعوتی منہج کے لئے مشہور مفسرین

- ☆ ابن تیمیہ
- ☆ ابن کثیر
- ☆ امام غزالی
- ☆ محمد الشوکانی
- ☆ سید قطب

☆ مولانامودودی

☆ امین احسن اصلاحی

☆ مولاناوحیدالدین خان

مولاناوحیدالدین خان کا تعارف

مولاناوحیدالدین خان یکم جنوری 1925 کو اتر پردیش بھارت کے ایک قصبہ بڈھریا، اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام فریدالدین خان تھا۔ بچپن ہی میں ان کے والد وفات پاگئے۔ ان کی والدہ زیب النساء نے ان کی پرورش کی اور ان کے چچا صوفی عبدالحمید خان نے ان کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری اٹھائی۔

انہوں نے ابتدائی تعلیم مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر اعظم گڑھ سے حاصل کی۔ 1944 میں یہاں سے اپنی مذہبی تعلیم مکمل کرلی۔ انگریزی زبان میں خصوصی مہارت حاصل کی اور انہوں نے سائنس اور جدید علوم کی کتب کا مطالعہ شروع کیا۔

مولاناوحیدالدین خان کی فکری تشکیل میں تجربات ومشاہدات کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ ان کو دینی تعلیم میں مہارت اور عصری علوم پر دسترس کے ساتھ فلسفیانہ استدلال پر بھی عبور حاصل تھا۔ مدرسے کی تعلیم اور جدید علوم کا مطالعہ کرنے کے بعد انہوں نے دینی علم کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق پیش کرنے کا ارادہ کیا۔ (زبیر: 2013)

یہ اسلامی مرکز نئی دہلی کے چیرمین، ماہ نامہ الرسالہ کے مدیر تھے۔ اور 1967ء سے 1974ء تک الجمعیۃ ویکلی (دہلی) کے مدیر رہ چکے تھے۔ ان کی تحریریں بلاامتیاز مذہب و نسل مطالعہ کی جاتی ہے، مولاناوحیدالدین خان کو پانچ زبانوں پر مکمل عبور حاصل تھا۔ جن میں اردو، ہندی، عربی، فارسی اور انگریزی شامل ہیں۔ ان کی تحریروں کا مقصد مسلمانوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں میں ہم آہنگی پیدا کرنا، اسلام کے بارے میں غیر مسلموں کی غلط فہمیوں کو دور کرنا، غیر مسلموں کی ایذاوتکلیف پر یکطرفہ طور پر صبر و تحمل اور برداشت کی تعلیم کو عام کرنا تھا۔ جو ان کے نزدیک دعوت دین کے لیے نہایت اہم ہیں۔

۱۹۵۵ء میں اُن کی پہلی کتاب ""نئے عہد کے دروازے پر"" شائع ہوئی۔ پھر اسی کتاب کو بنیاد بنا کر انہوں نے ایک اور معروف کتاب لکھی۔ جس کا نام ""مذہب اور جدید چیلنج""' تھا۔ اس کتاب کا عربی ترجمہ "اِلاسلام یتحدّٰی""' کے نام سے مشہور ہوا۔ جو کئی ایک عرب جامعات کے نصاب میں بھی شامل ہے۔ جارج ٹاؤن یونیورسٹی سے شائع شدہ ایک حالیہ کتاب "s 500 Most Influential Muslims of 2009 " میں اُنہیں "Islam's Spiritual Ambassador to the World"قرار دیا گیا ہے۔

جماعتِ اسلامی اور تبلیغی جماعت میں شمولیت

مولاناوحیدالدین خان ابتدا میں مولانامودودی کی تحریروں سے متاثر ہوئے۔ اور ۱۹۴۹ء میں جماعتِ اسلامی، ہند میں شامل ہوئے۔ کچھ ہی عرصہ میں جماعتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے رکن بھی بن گئے۔ جماعتِ اسلامی کے ترجمان رسالہ 'زندگی' میں باقاعدگی سے لکھتے رہے۔ جماعت اسلامی

میں شمولیت کے بعد مولانا وحید الدین خان صاحب نے ۱۵ سال کے بعد جماعتِ اسلامی کو خیر باد کہا۔ جماعت اسلامی سے علیحد گی کے بعد تبلیغی جماعت کے ساتھ وابستہ ہو گئے۔ لیکن ۱۹۷۵ء میں اُسے بھی مکمل طور پر چھوڑ دیا۔

جماعت اسلامی چھوڑنے کے بعد مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی دعوت پر مولانا وحید الدین خان نے ندوۃ العلماء سے رابطہ جوڑا۔ وہاں قیام کے دوران مجلسِ تحقیقات و نشریاتِ اسلام سے وابستہ رہے۔

ندوۃ العلماء ہند کے بعد جمعیۃ العلماء ہند آپ کی اقامت گاہ ٹھہری۔ مولانا سید اسعد مدنی کی دعوت پر آپ دہلی آگئے۔ اور ہفت روزہ الجمعیۃ کے مدیر کے طور پر کام شروع کیا۔ روزنامہ الجمعیۃ کے مدیر عثمان فارقلیط تھے، اور ہفت روزہ الجمعیۃ کی ادارت مولنا وحید الدین خان کے پاس تھی۔

دہلی میں اسلامک سنٹر کی بنیاد اور اکتوبر 1976ء میں الرسالہ کے اجراء سے انہوں نے باقاعدہ اپنے افکار کی ترویج کا آغاز کیا۔

وفات

مولانا وحید الدین خان کا انتقال 21 اپریل 2021 (۸ رمضان المبارک) کو 96 برس کی عمر میں نئی دہلی کے ہسپتال میں ہوا۔ بستی نظام الدین سے متصل پنج پیراں قبرستان میں آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔

تصانیف

مولانا وحید الدین خان صاحب نے 200 سے زائد اسلامی کتب تصنیف کی ہیں۔ جو آپ کی علمی قابلیت کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ ان میں سے چند قابل ذکر تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔

- تذکیر القرآن
- اللہ اکبر
- الاسلام
- الرّبانیہ
- حقیقت حج (اردو اور عربی)
- پیغمبر انقلاب
- رازِ حیات
- مذہب اور سائنس
- مذہب اور جدید چیلنج
- ہند۔ پاک ڈائری (2006)
- القضیۃ الکبری
- قضیۃ البعث الاِسلامی
- واقعنا و مستقبلنا فی ضوء الاِسلام

- الاسلام یتحدی
- اسلام دور جدید کا خالق
- عقلیات اسلام
- علما اور دور جدید
- تجدید دین
- سفر نامہ غیر ملکی اسفار جلد اول
- سفر نامہ غیر ملکی اسفار، جلد دوم
- سفر نامہ اسپین و فلسطین
- اسفار ہند
- خلیج ڈائری
- ڈائری جلد اول (1983ء-1984ء)
- ڈائری (1989ء-1990ء)
- ڈائری (1991ء-1992ء)
- فسادات کا مسئلہ
- سوشلزم اور اسلام
- مطالعہ قرآن
- تعبیر کی غلطی
- دین کی سیاسی تعبیر
- اظہارِ دین
- Voice of Human Nature
- Islam Rediscovered
- Words of the Prophet Muhammad
- God Arises
- The call of the Qur'an

تفسیر تذکیر القرآن کا تعارف

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی رہنمائی کے لیے کتابیں اور صحیفے نازل کیے ہیں۔ جن میں سے قرآن کریم ہدایت کا حتمی، مکمل اور ابدی ذریعہ ہے۔ یہ تمام علم کا منبع ہے۔ قرآن کی اطاعت اور اس کی پابندی اس کے مندرجات کو سمجھنے اور غور کرنے کے بعد ہی ممکن ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس پر غور و فکر

کرنے کی دعوت دی ہے۔ قرآن کریم کی تعلیمات کو سمجھانے کے لیے مفسرین نے اپنے اپنے انداز سے قرآن مجید کی تفسیر کی ہے، تاکہ لوگ اس سے فائدہ حاصل کریں۔ مولانا وحید الدین خان نے یہ تفسیر تذکیر کے پہلو کو مد نظر رکھ کر لکھی ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک قرآن کا اصل مقصد تذکیر اور نصیحت ہی ہے۔

تذکیر القرآن ایک دعوتی انداز میں لکھی گئی تفسیر ہے۔ یہ دو جلدوں پر مشتمل ہے اور اس کی زبان نہایت آسان اور شیریں ہے۔ اور پڑھنے والے کو مکمل ابلاغ دیتی ہیں۔ تمام نحوی، صرفی، فقہی، ادبی اور صوفی انداز سے ہٹ کر لکھی گئی اپنی نوعیت کی واحد تفسیر ہے۔

مولانا وحید الدین خان کے نزدیک تفسیر لکھنے کا مقصد

مولانا وحید الدین خان قرآن پاک کو رہنمائی کا ذریعہ بنا کر پیش کرنا چاہتے تھے۔ ان کا تفسیر لکھنے کا مقصد قرآن کریم کی تشریح ایسی آسان فہم زبان میں کرنا تھا کہ عام لوگ قرآن پاک کے پیغام کو آسانی سے سمجھ سکیں۔ کیونکہ قرآن کا مقصد علمی مطالعہ پیش کرنا نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد تذکیر و نصیحت ہے۔ اور تذکیر و نصیحت کے لیے ہمیشہ سادہ اسلوب کارامد ہوتا ہے نہ کہ فنی اسلوب۔ اس لیے تذکیر القرآن اسی نہج پر قرآن پاک کی خدمت ہے۔

تذکیر القرآن کی خصوصیات

سادہ تفسیر

تفسیر تذکیر القرآن میں قرآن پاک کی فطری سادگی کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ آسان اور سادہ زبان کا استعمال کیا گیا ہے۔ ان کے نزدیک قرآن پاک کی تفسیر کا طریقہ یہ ہے کہ فنی اداب اور علمی تفصیلات کو چھوڑ کر اصل بات کو موثر دعوتی اسلوب میں بیان کیا جائے۔

ترجمہ

آسان زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ عام سطح کے پڑھے لکھے قاری کو سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی۔

قرآن فہمی کی شرائط

تذکیر القرآن میں مولانا وحید الدین خان نے قرآن فہمی کی شرائط بتائیں کہ:

1. یہ ایک فکری کتاب ہے اور اس میں ہمیشہ ایک سے زیادہ تعبیر کی گنجائش رہتی ہے اس لیے قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ پڑھنے والا خالی وذہن ہو۔ اگر خالی وذہن نہیں ہوگا تو وہ قرآن میں خود اپنی بات پڑھے گا۔
2. قرآن انسان کو اس کی عملی زندگی میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ کسی عملی کتاب کو اس کی گہرائیوں کے ساتھ سمجھنا اس وقت ممکن ہوتا ہے۔ جب آدمی عملاً ان تجربات سے گزرے، جن کی طرف اس کتاب میں رہنمائی کی گئی ہے۔ اس عمل میں انسان کو خود اپنے نفس کے مقابلے میں کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ نہ کہ حقیقتاً کسی خارج کے مقابلے میں۔ قرآن پاک چاہتا ہے کہ آدمی ظاہری دنیا کی سطح پر نہ جیے بلکہ غیب کی دنیا کی سطح پر جیے۔ اس سلسلے میں جن مراحل کی نشاندہی قرآن پاک میں کی گئی ہے ان کو وہ شخص کیسے سمجھ سکتا ہے جو ان مراحل سے اشنا نہ ہو۔
3. انسان جس راستے کو اپنے لیے اپناتا ہے، اُسی راستے کو اختیار کرنے کی وہ دوسروں کو بھی دعوت دیتا ہے۔ اس کے نتیجے میں ایک آدمی اور دوسرے آدمی کے درمیان داعی اور مدعو کا رشتہ قائم ہوتا ہے۔ یہ رشتہ آدمی کو بے شمار تجربات سے گزارتا ہے جو مختلف صورتوں میں آخری وقت تک جاری رہتا ہے۔ مختلف قسم کے انسانوں کے درمیان زندگی گزارتے ہوئے۔ طرح طرح کے تعلقات اور معاملات پیش آتے

ہیں۔ کسی سے لینا ہوتا ہے کسی کو دینا، کسی سے اتفاق ہوتا ہے اور کسی سے اختلاف، کسی سے دوری ہوتی ہے اور کسی سے قربت۔ ان مواقع پر آدمی کیا رویہ اختیار کرے اور کس قسم کا رد عمل پیش کرے، قرآن ان امور میں اس کی مکمل رہنمائی کرتا ہے۔ اگر آدمی اپنی خواہش پر چلنا چاہے تو قرآن کا یہ باب اس پر بند رہے گا اور اگر وہ اپنے آپ کو قرآن کی ماتحتی میں دے دے۔ تو اس پر قرانی تعلیمات کے ایسے بھید کھلیں گے جو کسی اور پر نہیں کھل سکتے۔(Khan)

قرآن ایک دعوت کی کتاب

مولانا وحید الدین خان فرماتے ہیں کہ قرآن کریم عام طرز کی علمی تصنیف نہیں ہے یہ ایک دعوتی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو ساتویں صدی عیسوی کے ثلث اول میں ایک خاص قوم کے اندر اپنا نمائندہ بنا کر کھڑا کیا اور اس کو اپنے پیغام پھیلانے کے لیے مامور فرمایا۔ اس پیغمبر نے اپنے ماحول میں یہ کام شروع کیا اور اس کے ساتھ قرآن کا تھوڑا تھوڑا حصہ حسبِ ضرورت اس کے اوپر نازل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ 23 سال میں پیغمبر کے دعوتی کام کی تکمیل کے ساتھ قرآن کی بھی تکمیل ہو گئی۔

انسان کی زندگی امتحان

مولانا وحید الدین خان نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ ہر انسان ہر وقت ایک دوراہے پر کھڑا ہے۔ مثال کے طور پر سورہ البقرہ میں حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ بیان کرتے ہوئے اس کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ :

آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں اور ابلیس کے درمیان کھڑا کیا۔ اور سجدہ کے امتحان کے ذریعے آدم علیہ السلام کو عملی طور پر بتایا کہ ان کے لیے زمین پر دو ممکن راہیں ہوں گی۔ ایک فرشتوں کی طرح حکم الٰہی کے سامنے جھک جانا، خواہ اس کا مطلب اپنے سے کمتر ایک بندے کے آگے جھکنا ہی کیوں نہ ہو۔ دوسرا ابلیس کی طرح اپنے کو بڑا سمجھنا اور دوسروں کے آگے جھکنے سے انکار کر دینا۔ انسان کی پوری زندگی اسی امتحان کی رزم گاہ ہے۔ یہاں ہر وقت آدمی کو دو رویوں میں سے کسی ایک رویے کا انتخاب کرنا ہوتا ہے۔ ایک ملکوتی رویہ، یعنی دنیا کی زندگی میں جو معاملہ بھی پیش آئے، اللہ کے حکم کی تعمیل میں آدمی حق اور انصاف کے آگے جھک جائے۔ دوسرا شیطانی رویہ، یعنی جب کوئی معاملہ پیش آئے تو آدمی کے اندر حسد اور گھمنڈ کی نفسیات جاگ اٹھیں، اور وہ ان کے زیرِ اثر آکر صاحبِ معاملہ کے آگے جھکنے سے انکار کر دے۔

داعی کے لیے ہدایات

اپنی تعبیر میں داعی کے لیے ہدایات فراہم کی ہیں۔ جیسے کہ لکھتے ہیں:

کسی انسانی آبادی میں اللہ کی دعوت کا اٹھنا بھی اسی قسم کا سخت امتحان ہے۔ داعی حق بھی گویا ایک ''آدم'' ہوتا ہے، جس کے سامنے لوگوں کو جھک جانا ہے۔ اگر وہ اپنے تکبر اور اپنے تعصب کی وجہ سے اس کا اعتراف نہ کریں، تو گویا کہ انہوں نے ابلیس کی پیروی کی۔(خان: 27)

سورہ النحل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَOوَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ Oاِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ"(النحل:126-128)

اور اگر تم ان کو تکلیف دینی چاہو تو اتنی ہی دو جتنی تکلیف تم کو ان سے پہنچی۔ اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لیے بہت اچھا ہے۔ اور اے محبوب! تم صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے، اور ان کا غم نہ کھاؤ۔ اور ان کے فریبوں سے دل تنگ نہ ہو، بیشک اللہ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں۔

مولانا اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

یہاں داعی کا وہ کردار بتایا گیا ہے جو مخالفین کے مقابلے میں اس کو اختیار کرنا ہے۔ فرمایا کہ اگر مخالفین کی طرف سے ایسی تکلیف پہنچے جس کو تم برداشت نہ کر سکو تو تم کو اتنا ہی کرنے کی اجازت ہے، جتنا تمہارے ساتھ کیا گیا ہے۔ تاہم یہ اجازت صرف انسان کی کمزوری کو دیکھتے ہوئے بطور رعایت ہے۔ ورنہ داعی کا اصل کردار تو یہ ہونا چاہیے کہ وہ مدعو کی طرف سے پیش آنے والی ہر تکلیف پر صبر کرے۔ مخاطب اگر حق کو نہ مانے، وہ اس کو مٹانے کے درپے ہو جائے، تو اس وقت داعیں کو سب سے بڑی تدبیر جو کرنی ہے وہ صبر ہے۔ یعنی رد عمل کی نفسیات یا جوابی کارروائیوں سے بچتے ہوئے مثبت طور پر حق کا پیغام پہنچاتے رہنا۔ (خان: 757)

تعصبانہ رویے سے پرہیز

سورہ بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

"رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلاً "(بنی اسرائیل: 54)

تمہارا پروردگار تم سے خوب واقف ہے۔ اگر چاہے تو تم پر رحم کرے یا اگر چاہے تو تمہیں عذاب دے۔ اور ہم نے تم کو ان پر داروغہ (بنا کر) نہیں بھیجا۔

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

جب ایک شخص سچے دین کی دعوت دے اور دوسرا شخص اس کو نہ مانے تو داعی کے اندر جھنجھلاہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ یہ شخص کیسا ہے کھلی ہوئی صداقت کو ماننے کے لیے تیار نہیں۔ کبھی بات اور آگے بڑھتی ہے اور وہ اعلان کر بیٹھتا ہے کہ یہ شخص جہنمی ہے۔ اس قسم کا کلام داعی کے لیے کسی حال میں جائز نہیں۔ ایک ہے حق کا پیغام پہنچانا اور ایک ہے پیغام کے رد عمل کے مطابق ہر ایک کو اس کا بدلہ دینا۔ پہلا کام داعی کا ہے اور دوسرا کام اللہ تعالیٰ کا ہے۔ داعی کو کبھی یہ غلطی نہیں کرنا چاہیے کہ وہ اپنے دائرے سے گزر کر اللہ تعالیٰ کے دائرے میں داخل ہو جائے۔

اسی طرح کبھی ایسا ہوتا ہے کہ داعی اور مدعو کے درمیان اپنے اپنے مقتداؤں کی فضیلت کی بحث کھڑی ہوتی ہے۔ ہر ایک اپنے پیشوا کو دوسرے سے افضل اور اعلیٰ ثابت کرنے میں لگ جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو بحث اصول کے دائرے میں رہنی چاہیے وہ شخصیت کے دائرے میں چلی جاتی ہے اور تعصبات کو جگا کر قبول حق کی راہ میں مزید رکاوٹ کھڑی کرنے کا سبب بنتی ہے۔ اس سلسلے میں کہا گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے کہ وہ کس کو کیا درجہ دیتا ہے تم کو چاہیے کہ اس قسم کی بحث سے اعراض کرتے ہوئے اصل پیغام کو پہنچانے میں لگے رہو۔ (خان: 787)

دعوت کی راہ میں مشکلات

مولانا وحید الدین خان نے اپنی تفسیر میں جابجا دعوت کی راہ میں آنے والی مشکلات کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

داعی بننا بالفاظ دیگر دوسروں کے اوپر ناصح اور ناقد بننا ہے۔ اور اپنے خلاف نصیحت اور تنقید کو سننا ہر زمانے میں انسان کے لیے مبغوض ترین امر رہا ہے۔ اس کے نتیجے میں مدعو کی طرف سے اتنا شدید ردعمل آتا ہے جو داعی کے لیے ایک بھونچال سے کم نہیں ہوت۔ (خان: 89)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ:

داعی بننا بھڑ کے چھتے میں ہاتھ ڈالنے کے ہم معنی ہے۔ ایسا آدمی اپنے ماحول کے اندر بے جگہ کر دیا جاتا ہے اس کی معاشیات برباد ہو جاتی ہیں۔ اس کی ترقیوں کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس کی جان تک خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ مگر وہی آدمی راہ پر ہے جس کو بے راہ بتا کر ستایا جائے۔ وہی پاتا ہے۔ جو اللہ کی راہ میں کھوئے۔ وہی جی رہا ہے، جو اللہ کی راہ میں اپنی جان دے دے۔ آخرت کی جنت اُسی کے لیے ہے، جو اللہ کی خاطر دنیا کی جنت سے محروم ہو گیا ہو۔ (خان: 67)

نظم قران

آیات کے سیاق وسباق کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ ہر قسم کی ذاتی تشریح سے گریز کیا گیا ہے۔

اختلافی مسائل

اس تفسیر میں کچھ مختلف مسائل کو اس انداز میں حل کیا گیا ہے جو اسے دیگر تمام تفاسیر سے ممتاز کر دیتا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے داعی کے لیے بھی ہدایات دی ہیں کہ اختلافی مسائل کو کس طریقے سے حل کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کی گفتگو کی مثال دیتے ہوئے انبیاء کرام کا طریقہ دعوت بتایا ہے۔ لکھتے ہیں کہ:

نمرود کے سوال کے جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا رب وہ ہے جس کے اختیار میں زندگی اور موت ہے۔ نمرود نے مناظرانہ انداز اختیار کرتے ہوئے کہا کہ موت اور زندگی پر تو میں بھی اختیار رکھتا ہوں۔ جس کو چاہوں مار دوں اور جس کو چاہوں زندہ رہنے دوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرود کا جواب دے سکتے تھے مگر اپ نے گفتگو کو مناظرہ بنانا پسند نہیں کیا۔ اس لیے آپ نے فوراً دوسری مثال پیش کر دی جس کے جواب میں نمرود اس قسم کی بات نہ کہہ سکتا تھا جو اس نے پہلی مثال کے جواب میں کہی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے نمرود حریف نہیں تھا بلکہ مدعو کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس لیے ان کو یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ استدلال کا کون سا حکیمانہ انداز ان کو اختیار کرنا چاہیے۔ (خان: 111)

مختصر تفسیر

تذکیر القرآن میں غیر ضروری مباحث سے گریز کیا گیا ہے اور اس کی صرف دو جلدیں ہیں۔ اس لیے اس کے مطالعے کے لیے زیادہ وقت درکار نہیں۔

متشابہات کی تفصیلات سے گریز

مولانا وحید الدین خان نے قرآن کے مضامین کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ کہتے ہیں کہ:

قرآن پاک میں دو طرح کے مضامین ہیں۔ ایک وہ جو انسان کی معلوم دنیا سے متعلق ہیں مثلاً تاریخی واقعات، کائنات کی نشانیاں، دنیاوی زندگی کے احکامات وغیرہ۔ دوسرے وہ جن کا تعلق ان غیبی امور سے ہے جو آج کے انسان کے لیے ناقابل ادراک ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی صفات، جنت اور دوزخ کے احوال وغیرہ۔ پہلی قسم کی باتوں کو قرآن میں 'محکم اندازِ بیان کیا گیا ہے۔ دوسری قسم کی باتیں انسان کے لیے نامعلوم دنیا سے متعلق ہیں وہ انسانی زبان کی گرفت میں نہیں آتی۔ اس لیے ان کو متشابہ انداز یعنی تمثیل اور تشبیہ کے اسلوب میں بیان کیا ہے۔ ان کے سلسلے میں صحیح علمی اور عقلی موقف یہ ہے کہ

آدمی اپنی محدودیت کا اعتراف کرے۔ جن باتوں کو وہ متعین صورت میں اپنی حواس کی گرفت میں نہیں لا سکتا، ان کے مجمل تصور پر قناعت کرے۔ اس کی تفصیلات کی بحث میں نہ پڑے۔ جس طرح راستے کی پھسلن ہوتی ہے، اُسی طرح عقل کے سفر کی بھی پھسلن ہے۔ اور عقل کی پھسلن یہ ہے کہ کسی معاملے کو آدمی اس کے صحیح رخ سے نہ دیکھے۔ اور اس طرح وہ غلط فہمیوں میں پڑھ کر صحیح رائے قائم نہیں کر سکے گا۔ (خان: 12)

اعراض کی مصلحت

مولانا وحید الدین خان اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ دعوت الی اللہ کے عمل کا ایک اہم جز "اعراض" ہے۔ یعنی مخاطب جب غیر متعلق بحث اور جھگڑا چھیڑے تو اس کے ساتھ مشغول ہونے کی بجائے اس سے الگ ہو جانا بہتر ہے۔ اعراض کا اصول اختیار کیے بغیر دعوت کا کام موثر طور پر نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی مصلحت یہ ہے کہ مدعو ہمیشہ داعی سے غیر متعلق جھگڑے چھیڑتا ہے اب اگر داعی یہ کرے کہ ہر ایسے موقع پر مدعو سے لڑ جائے تو غیر متعلق امور پر ٹکراؤ تو خوب ہو گا مگر اصل دعوتی کام بغیر ہوئے پڑا رہ جائے گا۔ (خان: 704)

اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں بیدار کرنا

مولانا وحید الدین خان نے اپنی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے محبت پر بہت توجہ دی ہے۔

آخرت کی یاد دہانی

تذکر القرآن کے دیباچے میں لکھتے ہیں کہ:

قرآن مجید میں بنیادی نصیحت والی باتوں کو بار بار دہرایا گیا ہے حتی کہ بہت سے لوگوں کو یہ کہنے کا موقع مل گیا کہ قرآن کے مضامین میں تکرار ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کا یہ مقصد نہیں کہ لوگ اس کو معلومات کی کتاب سمجھ کر پڑھ لیں۔ بلکہ قرآن خدا اور آخرت کی باتوں کو لوگوں کی روح کی غذاء بنانا چاہتا ہے۔

واعظانہ تفسیر

تفسیر تذکیر القرآن میں اخلاقیات کا درس دیا گیا ہے اور احکامات دین کی تلقین کی گئی ہے۔ اس تفسیر میں اور دیگر واعظانہ تفسیروں میں یہ فرق ہے کہ اس میں اسرائیلیات کو شامل نہیں کیا گیا۔

فلسفیانہ پہلو

چند آیات کی تشریح کرتے ہوئے مولانا وحید الدین خان نے کچھ فلسفیانہ انداز بھی اپنایا۔

مولانا وحید الدین خان کے نزدیک تذکیر القرآن کی خصوصیات

مولانا صاحب نے اپنی تفسیر تذکر القرآن کے مقدمے میں اس کی خصوصیات مندرجہ ذیل طریقے سے بیان کی۔

1. قرآن کی اصل حیثیت یہ ہے کہ وہ نصیحت ہے۔ تذکیر القرآن کی ترتیب میں اسی پہلو کا لحاظ کیا گیا ہے کہ وہ پڑھنے والے کے لیے نصیحت بن سکے۔
2. قرآن عام انسانی کتاب کی طرح ابواب کے انداز میں نہیں ہے بلکہ شذرات کے انداز میں ہے۔ اگرچہ قرآن کی سورتوں میں اور عبادتوں میں ایک گہری ترتیب بھی ہے مگر اس کا عام انداز یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں ایک پورا پیغام ہے۔ ایک ایک پیراگراف میں ایک ایک

بات ذہن نشین کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔تذکیر القرآن میں اسی شذراتی انداز کو تشریح کے لیے اختیار کیا گیا ہے۔یعنی قرآن کا ایک ٹکڑا یا ایک پیراگراف لے کر اس میں جو بات کہی گئی ہے اس کو مسلسل مضمون کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ایسا اس لیے کیا گیا ہے تاکہ متعلقہ تشریح کو پڑھتے ہوئے قاری کے ذہن میں معنی کا سلسلہ نہ ٹوٹے اور وہ قرآن کی تذکیری غذا مسلسل لیتا جائے۔

3. تذکیر القرآن کی ترتیب یہ رکھی گئی ہے کہ پہلے قرآن کا زیر تشریح ٹکڑا درج کیا گیا ہے اس کے نیچے اس کا ترجمہ ہے۔ترجمے کے بعد ایک لکیر دے کے متعلقہ ٹکڑے کی تشریح ہے۔جہاں تشریح ختم ہوتی ہے وہاں پھر قرآن کا اگلا ٹکڑا درج کرکے دوبارہ مذکورہ ترتیب سے ترجمہ اور تشریح درج ہے۔اسی طرح ایک کے بعد ایک پوری سورت کی تفسیر ہے۔اس ترتیب میں قاری ہر تشریح کو پڑھتے ہوئے بیک وقت اس کا متن بھی سامنے رکھ سکتا ہے اور اسی کے ساتھ اس کا ترجمہ بھی۔

4. تذکیر القرآن میں یہ حکمت ملحوظ رکھی گئی ہے کہ ہر جز میں ایک پوری بات آجائے۔آدمی اگر ایک صفحات پڑھے تب بھی قرآنی نصیحت کا کوئی حصہ اسے مل جائے اور زیادہ صفات پڑھے تب بھی۔ہر حصے میں ایک مکمل پیغام ہے۔

5. تذکیر القرآن میں ترجمے کا جو انداز اختیار کیا گیا ہے وہ نہ پوری طرح لفظی ہے اور نہ پوری طرح بامحاورہ۔بلکہ درمیان کی ایک صورت اختیار کی گئی ہے۔دونوں ہی انداز کے اپنے اپنے فائدے ہیں،اور درمیانی انداز اس لیے اختیار کیا گیا ہے کہ دونوں پہلوؤں کی رعایت شامل رہے۔

6. تفسیر میں عام طور پر تفصیل سے پرہیز کیا گیا ہے۔زیادہ تر جو چیز پیش نظر رکھی گئی ہے وہ یہ کہ قرآن کی فطری سادگی اس کی تفسیر میں بھی باقی رہے۔قرآن ایک طرف اللہ تعالی کی جلال کا اظہار ہے اور دوسری طرف وہ انسان کی عبدیت کا ائینہ ہے۔تفسیر میں بس انہیں اصل پہلوؤں کو غیر فنی انداز میں نمایاں کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔(خان:13)

خلاصہ بحث

حاصل کلام یہ ہے کہ قرآن پاک کی تعلیمات میں تمام انسانوں کے لیے فلاح ونجات مضمر ہے۔مولانا وحید الدین خان نے بھی اس انداز سے تفسیر پیش کی کہ وہ قرآن کو قابل فہم اور قابل عمل بنا سکیں اس کی تعلیمات اردو کو اس انداز میں پہنچانے کی کوشش کی کہ وہ تذکیر القرآن کا مطالعہ کرکے متن میں سے نصیحت حاصل کر سکیں اور معاشرتی مسائل کو قرآن کی روشنی میں سمجھ سکے۔اس مقالے میں مولانا وحید الدین خان کے اصولوں ہی کی روشنی میں ان کے نظریات کا جائزہ لیا گیا ہے۔تبصرہ کرتے ہوئے بنیادی مصادر کی طرف رجوع کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ ثانوی مصادر سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

احزاب،46:33

Al Ihzab:46

سورۃآل عمران,104:3

Al Imran:104.

سورۃآل عمران,110:3

Al Imran:110.

مسلم,ابن الحجاج, مسلم في الصحيح، كتاب الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان،2004,لاہور,احسان پبلشر,ج1,ص147

Alhijaj, I. M. (2004). Sahih Muslim (Vol. 1). Lahore: Ihsan.

مسلم, ابن الحجاج, مسلم في الصحیح، کتاب العلم، باب من سن سنة حسنة أو سیئة ومن دعا إلی هدی أو ضلالة، 2004, لاہور, احسان پبلشر, ج 6, ص 265.

Alhijaj, I. M. (2004). Sahih Muslim (Vol. 6). Lahore: Ihsan.

آل عمران، 114:3

Al-Imran:114.

النحل، 125:16

Al-Nahl:125.

النحل, 126،127،128:16

Al-Nahl:126,127,128.

القصص، 87:28

Al-Qassas:87.

بنی اسرائیل, 41:17

Bani Israel:41.

بنی اسرائیل, 11.54:17

Bani Israel:54.

حم سجدہ، 33:41

Hameem Sijdah:33.

اصفہانی، ابوالقاسم حسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن، اقبال ٹاؤن لاہور, عرفان افضل پریس, ج 1, ص 367.

Isfahani, A. Q. Al Mufaradat fi Ghareeb Al Quran (Vol. 1). Lahore: Irfan Afzal Press.

مولاناوحیدالدین خان، تذکیر القرآن، لاہور, المکتب الاشرفیہ، جامع اشرفیہ، ج 1, ص 7

Khan, M. W. Tazkeer ul Quran (Vol. 1). Lahore: Maktaba Al Ashrafia.

ابن منظور الافریقی، لسان العرب، 1405, ایران, نشر ادب الحوزہ, ج 3, ص 326.

Manzoor, I. e. (1405). Lisan ul Arab (Vol. 3). Adab Alhozah.

ابراہیم مصطفی واصحابہ، المعجم الوسیط, اردو بازار, لاہور, مکتبہ رحمانیہ, ص 361.

Mustafa, I. Al Moajam Al Waseet. Lahore: Maktaba Rehmania.

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر، مولاناوحیدالدین خان افکار و نظریات، اکتوبر 2013، لاہور، مکتبہ رحمت اللعالمین, ص 1.

Zubair, D. H. (2013). Maulana Waheed ud Din Khan, Afkar o Nazriat. Lahore: Maktaba Rehmatul lil Alimeen.